نِرمل سے زینب تک

نبیلہ ابر راجہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ممبئی انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ارائیول لاؤنج سے جب وہ باہر نکلا تو شام کے ساڑھے چار ہو رہے تھے۔ عظمت انکل اسے ریسیو کرنے کے لیے بذات خود موجود تھے اسفند اسے بڑی گرمجوشی سے ملے ان کا باوردی ڈرائیور اس اثناء میں سیاہ مرسڈیز کا پچھلا دروازہ کھول چکا تھا۔

"سفر کیسا گزرا ہاں تمہارا؟" عظمت انکل اس کے لمبے چوڑے وجود کو ستائشی انداز میں جیسے بغور جانچ رہے تھے۔

"سفر تو اچھا ہی گزرا لیکن میں راستے بھر یہی سوچتا آیا ہوں کہ کیا بات ہے؟ پہلے پھپھو اور پھر آپ کا فون دادی جان اپنی جگہ پریشان ہیں میں خود تذبذب میں ہوں۔"

"بتا دوں گا سب کچھ گھر تو چلو تازہ دم ہو جاؤ پھر بات ہو گی۔" انھوں نے اس کا ہاتھ دبایا تو اسفند شیشے سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھنے لگا۔

عظمت انکل اسے ساتھ لیے ہوئے سبز اور سفید ماربل کے امتزاج سے بنے اس خوبصورت گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو عارفہ پھپھو بے چینی سے ٹہل رہی تھیں جیسے اسی کے انتظار میں ہوں لپک کر آگے آئیں اور اسفند کو گلے لگایا ان کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اسفند

نے سہارا اور تسلی دینے والے انداز میں ان کی پیٹھ کو سہلایا۔

''پتہ ہے پورے چار سال بعد تمھیں دیکھ رہی ہوں۔''

''پھر تو ہمیں اپنے پڑوسیوں کا ممنون ہونا پڑے گا جنھوں نے امیگریشن قوانین میں تھوڑی نرمی کی ہے۔'' اسفند کا انداز ہلکا پھلکا تھا اس نے قصداً ایسا کہا تھا عارفہ پھپھو ہنس دیں۔

''میں بھی سوچ رہی ہوں جلدی جلدی پاکستان کا چکر لگا آؤں مگر پہلے وہ مسئلہ تو حل ہو جائے۔ جس نے عظمت کی رات کی نیندوں کو حرام کیا ہوا ہے۔'' عارفہ کے لہجے میں گمبھیر سا سناٹا اتر آیا تھا۔ اسفند نے پرسوچ نگاہوں سے دونوں کو باری باری دیکھا اور سمجھ نہ آنے والے انداز میں کندھے اچکا کر رہ گیا۔

رات کے کھانے کے بعد عظمت انکل اور پھپھو عارفہ نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے ملازم نے اسفند کے لیے پہلے ہی کمرہ سیٹ کر دیا تھا جو گراؤنڈ فلور پر تھا۔ گھر بہت ہی شاندار اور سامان تعیشات سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہوتا بھی کیوں ناں عظمت انکل ممبئی کے جانے مانے ممتاز بزنس مین تھے۔ دولت اور عزت ان کے گھر کی لونڈی تھی مگر سب کچھ ہونے کے باوجود ایک دکھ ایسا تھا جو اندر ہی اندر انھیں گھن کی طرح چاٹ رہا تھا جب بات ان کی برداشت سے باہر ہوگئی تو اس وقت انھیں شدت سے کسی اپنے کی طلب محسوس ہوئی یہاں ان کا تھا ہی کون خاندان کی اکثریت پاکستان میں آباد تھی۔ کچھ بالکل ہی بے تعلق تھے۔ اپنی سسرال والوں سے عظمت کے تعلقات بہت اچھے تھے اور خاص کر وہ اسفند کو اس کی خوبیوں کی بنا پر بہت پسند کرتے تھے۔ مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اسفند کا نام کرن بن کر ان کے ذہن میں چمکا تھا۔ وہ فون پر بے اختیار رو دیے تھے اور اسفند سے یہاں آنے کی درخواست کی کافی مشکلات سے گزرنے کے بعد اسے ویزا ملا تو اس نے آنے میں بالکل بھی دیر نہیں کی۔

اب وہ ان کے سامنے بیٹھا سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ کتنی دیر قیامت خیز خاموشی طاری رہی پھر عظمت آہستہ آہستہ بولنے لگے۔ ان کے کرب کا اظہار ان کے الفاظ سے ہو رہا تھا جو ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے لبوں سے برآمد ہو رہے تھے۔

''میرے دکھ کا اندازہ کوئی بھی نہیں کر سکتا میں چاہتا ہوں کسی طرح بھی سنی وہ یہاں سے پاکستان چلی جائے پھر بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی اس لیے میں نے تمھیں یہاں بلوا کر

زحمت دی ہے کہ شاید تم مجھے کوئی بہتر مشورہ دے سکو میری رہنمائی کر سکو کیونکہ تمھاری پھپھو تمھاری بہت تعریفیں کرتی ہے پھر خاندان کا بڑا بیٹا ہونے کے ناتے اسے تم پر اعتماد بھی بہت ہے اسی اعتماد کی بدولت ہی میں نے اپنا دل کھول کر تمھارے سامنے رکھ دیا ہے'' اسفند سر ہلا کر رہ گیا۔

''انکل اس سلسلے میں مجھ سے جو ہو سکا میں کروں گا اگر میری مدد سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے تو اچھی بات ہے مگر اس بات کا امکان موجود ہے کہ......'' اسفند نے جان کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

''کل اتوار ہے وہ ہر اتوار کو یہاں آتی ہے مجھے جلانے تڑپانے اور ستانے کے لیے اس کے پاس ایک ہی حربہ ہے جو گردھاری لال اسے بتاتا ہے اپنی دانست میں وہ زرمل کے ذریعے ہم سے انتقام لے رہا ہے۔ مت پوچھو اس وقت میرا کیا حال ہوتا ہے قبر میں عارف کی روح بھی یقیناً تڑپ اٹھتی ہوگی میرا ایک ہی لاڈلا اور اکلوتا بھائی تھا اس کی نشانی ہے وہ مگر...... گردھاری لال کے قبضے میں ہے۔ کسی طرح بھی سہی مجھے زرمل کو اس کے ٹرانس سے باہر لانا ہے اور تم مجھے بتاؤ گے یہ کیسے ہوگا کیونکہ تم اپنے ملک میں ایک حساس پوسٹ پر ہو پھر گردھاری لال کے بارے میں وہ میں نے جو اڑتی اڑتی خبریں سنی ہیں انھوں نے مجھے دہلا دیا ہے۔'' پھر انہوں نے ساری داستان اسے سنادی عظمت کے ایک ایک لفظ سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔

عظمت انکل اور عارفہ پھپھو رات گئے اس کے پاس سے اٹھ کر گئے۔ تو اسفند کو اجنبی ماحول کی وجہ سے کافی دیر تک نیند نہیں آئی۔ وہ عظمت انکل کو درپیش پریشانی کے بارے میں سوچتا رہا۔ انھوں نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا تھا۔ حقیقی معنوں میں اسے اپنا ہمدرد تصور کرتے ہوئے۔ اپنا ہمراز بنایا تھا۔ اور پر وہ اسفند کو کوئی بات کھٹک رہی تھی۔ جو اس کی ذہنی گرفت سے فی الحال باہر تھی عظمت انکل نے اسے یوں ہی تو اپنی پریشانی میں شریک نہیں کیا تھا۔ یقیناً اس کے پیچھے کوئی مقصد کارفرما تھا۔

اسفند کے دادا سہراب احمد اور دادی خورشیدہ بیگم کے کئی رشتہ دار تقسیم کے وقت انڈیا میں ہی رہ گئے تھے۔ زیادہ تر نے پاکستان آنے کو ترجیح دی تھی اس وقت سہراب احمد اور خورشیدہ کی شادی نہیں ہوئی تھی خورشیدہ کی خالہ زاد بہن نگینہ بھی انڈیا میں مقیم تھی۔ وہیں شادی ہوئی بچے پیدا ہوئے آگے ان کی اولادیں بھی جوان ہو گئیں۔ نگینہ واحد رشتہ دار تھی جو خورشیدہ کے بہت قریب

تھی۔ جب بھی حالات بہتر ہوئے دونوں ایک دوسرے سے مل لیتیں۔ خود خورشیدہ کو نگینہ سے بہت انسیت اور لگاؤ تھا پندرہ برس پہلے نگینہ نے آخری بار جب پاکستان کا چکر لگایا تو اپنے پوتے عظمت کے لیے خورشیدہ کی بیٹی عارفہ کا رشتہ مانگا۔ سہراب خاندانی اور وضع دار انسان تھے۔ نگینہ کا سوال پورا کر دیا یوں عارفہ بیاہ کر انڈیا چلی گئی۔ اس کے چند برس بعد نگینہ فوت ہو گئی۔

عظمت کا وسیع کاروبار پھیلتا چلا گیا اس کا شمار متمول افراد کی کلاس میں ہونے لگا عظمت یوں تو بہت خوش تھا۔ خدا نے ہر چیز سے نواز رکھا تھا مگر ایک گھاؤ سا تھا جو بھرنے کا نام نہیں لے رہا تھا عظمت کا بڑا بھائی جاوید اس کی شادی سے تین برس پہلے قتل ہو گیا تھا۔

جاوید ہندو گھرانے کی ایک لڑکی شاردا میں بہت گہری دلچسپی لینے لگا تھا۔ چند ملاقاتوں میں ہی وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے۔ عشق کی آگ اس بری طرح بھڑکی ہوئی تھی کہ وہ دونوں تمام مصلحتوں کو فراموش کر بیٹھے۔ شاردا اس کے ساتھ کورٹ میرج کے لیے تیار تھی جاوید میں بھی ہر طوفان سے ٹکرانے کا حوصلہ تھا۔ اسے پتہ تھا شاردا کے گھر والے کسی صورت بھی یہ شادی نہیں ہونے دیں گے۔ وہ بااثر اور مضبوط تھے۔ مگر اس وقت جاوید اور شاردا کو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ شاردا اس کے ساتھ بھاگ کر لدھیانہ آ گئی وہیں اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد جاوید سے شادی کر لی۔

ابتدائی عرصہ اچھا ہی گزرا جاوید کے اس راز میں عظمت بھی شریک تھا اس نے آخری وقت تک دونوں کو روکنے کی کوششیں کی۔

شاردا کی گمشدگی کے فوراً بعد ہی اس کے گھر اور خاندان والے ان دونوں کی تلاش میں سرگرم ہو گئے۔ گردھاری لال کوئی معمولی آدمی نہیں تھے جو چپ ہو کر بیٹھ جاتے انھوں نے خاموشی سے شاردا اور جاوید کا سراغ لگا لیا یوں بھی وہ انٹیلی جنس میں ایک مضبوط عہدے پر کافی عرصہ کام کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے تھے۔

ایک رات جب جاوید اور شاردا سوئے ہوئے تھے بڑی خاموشی سے شاردا کو بے ہوش کر کے گھر سے نکال کر لے جایا گیا اور باقی گھر کو جاوید سمیت آگ لگا دی۔ شاردا کی چند ماہ کی بچی بھی اس کے ہمراہ تھی۔

شاردا ہوش میں آنے کے بعد اس صدمے کو سہار نہ سکی اور صرف چند ماہ بعد جاوید کے

غم کو سینے سے لگائے لگائے خود بھی ابدی نیند سو گئی۔ اگرچہ وہ آخری وقت تک کہتی رہی کہ میں مسلمان ہوں مگر اس کا کریا کرم ہندووانہ رسم و رواج کے مطابق کیا گیا۔

گردھاری لال نرمل کو دیکھتے تو انھیں آگ لگ جاتی وہ ان کی پیاری اور لاڈلی بیٹی کی نشانی تھی جو ان کی عزت روند کر ایک مسلمان کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ پورا خاندان ان پر تھو تھو کر رہا تھا۔

گردھاری لال کو جاوید کے خاندان کے ہر فرد سے نفرت تھی۔ نرمل کو انھوں نے بطور ہتھیار استعمال کیا۔

عظمت نے نرمل کو بھائی کی یادگار تصور کرتے ہوئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کی پر گردھاری لال کے اثر و رسوخ کے آگے اس کی ایک نہ چلی اور اب نرمل اپنے ننھیال میں پرورش پا رہی تھی۔

گردھاری لال نے اس کے ذہن میں نفرت کا خوب زہر انڈیلا تھا اس نے جاوید اور اس کے خاندان کو اس کی ماں کا قاتل بنا کر پیش کیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ پوری طرح نانا کے ٹرانس میں تھی۔ وہ ان کی کہی ہر بات پر ایمان لے آتی انکار کی تو اس میں جرأت ہی نہیں تھی یوں بھی وہ اس کے آئیڈیل تھے۔

گردھاری لال نے شروع سے ہی اس پر خوب محنت کی تھی اسے اعلیٰ اور مخصوص اسکول میں تعلیم دلوائی تھی۔ اس کی ذہنی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی تھی مسلمانوں اور جاوید کے خاندان کے خلاف نفرت تو اس کی رگ رگ میں رچی بسی تھی۔

اب جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا ہر اتوار کو عظمت اور عارفہ سے ملنے آتی اس کے پیچھے بھی گردھاری کی ہدایات کارفرما تھی۔

عظمت اسے دیکھ کر بہت دکھی ہوتا کیونکہ نرمل کہیں سے بھی مسلمان باپ کی اولاد نہیں لگتی تھی وہ جب بھی آتی اس کے لیے سوچ کا نیا در وا کر جاتی ایسے میں گھبرا کر عظمت نے اپنا درد دل اسفند سے کہہ دیا۔ وہ پوری طرح بے بس اور لاچار نظر آ رہے تھے رہی عارفہ پھپھو تو شوہر کی پریشانی ان کی پریشانی تھی عظمت کی روز بروز بگڑتی صحت تشویش کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

''اسفند تم کسی طرح بھی اسے یہاں سے ایک بار لے جاؤ میں تمھارا احسان زندگی بھر

نہیں بھولوں گا۔ تم ہینڈسم ہو اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہو تمھارا اسٹائل رکھ رکھاؤ تہذیب اور رویہ کسی کو بھی متاثر کرسکتا ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ گردھاری لال نرل کی شادی ایک ہندو نوجوان پرکاش سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو ایک کمرشل پائلٹ ہے اور اسی کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عظمت خاموش ہو گئے۔ تو عارفہ کچھ دیر وہ بولنے کے لیے مناسب الفاظ کا انتخاب سوچتی رہی اس دوران اسفند ان کی اضطرابی کیفیت کو محسوس کرسکتا تھا۔

''دراصل اسفند تمھارے پھوپھا اپنے بھائی کی واحد نشانی کو بہت چاہتے ہیں انھوں نے بڑا زور لگایا کہ نرل کو اپنے پاس لے آئیں پر ان کا بس نہیں چلا۔ اب وہ بے بسی کی انتہا پر ہیں۔ دراصل وہ چاہتے ہیں کہ نرل کی شادی ہندو لڑکے سے نہ ہو۔'' عارفہ نے بڑے آرام سے کہہ ڈالا ان کی باتوں کے پس پردہ مفہوم سے وہ آگاہ ہو چکا تھا۔

''پھپھو اگر اس سلسلے میں مجھے کامیابی ہو تو میں ضرور اس کام کو سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔'' اس نے عارفہ کو پریقین نگاہوں سے دیکھا تو وہ مطمئن سی ہو گئی۔

☆☆☆

کسی کے زور زور سے بولنے کی آواز پر اس کی آنکھ کھل گئی۔ دیوار گیر گھڑی دس کا وقت بتا رہی تھی۔ اس نے بستر چھوڑ دیا۔ جب وہ نہا دھو کر فریش ہونے کے بعد اپنے بیڈروم سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف آیا تو آواز تھم گئی عظمت اور عارفہ سر جھکائے چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے خاصے بدتمیز اور نامعقول حلیے میں ایک حسینہ براجمان تھی۔ وہ زور زور سے بولتی حسینہ سوفی صد نرل ہی تھی۔

''السلام علیکم۔'' اسفند کی آواز نے ماحول پر یکدم چھائے جمود کو توڑ ڈالا۔

نرل اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ ہر اتوار کو پورے اہتمام سے یہاں آتی تھی یا جی اسے خود بھیجتے تھے اس نے پچھلے اتوار تک یہاں کسی اجنبی بندے کو نہیں دیکھا تھا اتنے بڑے گھر میں صرف عظمت اور عارفہ نوکروں کے ساتھ رہتے تھے شادی کے اتنے برس گزر جانے کے بعد بھی عارفہ کی گود سونی تھی اور آج ایک دم یہ انجان صورت نوجوان جانے کہاں سے آ گیا تھا۔

''یہ اسفند لغاری ہے میرے بھائی کا بیٹا پاکستان سے آیا ہے'' عارفہ نے تعارف کروایا

تو وہ اسے تمسخر سے دیکھ کر رہ گئی۔

''اچھا...... اچھا۔'' وہ تفخر سے بولی۔

یہ نرل کا اس کے ساتھ پہلا تعارف تھا وہ ہر اتوار کی آتی تھی اسفند نے پہلی ملاقات میں ہی نوٹ کر لیا تھا کہ وہ صرف اور صرف عظمت انکل کو ذہنی اذیت پہنچانے آتی ہے اسفند پر اس نے خاص توجہ نہیں دی تھی شاید یہ بھی اس کی ادا تھی۔

عظمت نے اپنی ذاتی دلچسپی کے لیے گھوڑوں کا ایک وسیع فارم حال ہی میں خریدا تھا انھوں نے اسفند کو بھی دکھایا اعلیٰ نسل کے گھوڑے یہاں لا کر رکھے گئے تھے نرل کو گھڑسواری بہت پسند تھی وہ جب بھی آتی اپنے پسندیدہ گھوڑے پر ضرور سواری کرتی۔ ایسا کرتے ہوئے اس کے چہرے پر عجیب سا تفاخر دکھائی دیتا جیسے وہ عظمت کی سات پشتوں پر احسان کر رہی ہو وہ اس میں بھی خوش تھے کم از کم وہ یہاں آتی تو تھی۔

خلاف توقع وہ اس بار اتوار سے پہلے ہی بدھ کو چلی آئی۔ ساتھ اس کی خالہ کی بیٹی شوبھا بھی تھی۔ حیرت کی زیادتی سے عظمت سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

''میں نئے گھوڑے کو دیکھنے آئی ہوں جس کا ذکر آپ نے اتوار کو کیا تھا۔'' وہ حسب معمول انداز میں بول رہی تھی عظمت نے اسفند کو بھی دونوں لڑکیوں کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا تو نرل کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں مگر حیرت انگیز طور پر وہ منہ سے کچھ نہیں بولی۔

بلیک بیوٹی ان پانچ چھ دنوں میں اسفند سے کافی مانوس ہو چکا تھا۔ نرل نے اس پر سواری کرنے کی ضد کی تو اسفند نے نرمی سے ٹوکا۔

''تم کون ہوتے ہو ہمیں روکنے والے تمھاری یہ ہمت؟'' وہ غصے سے بالکل آؤٹ ہی ہو گئی اور شوبھا کے لاکھ ناں ناں کرنے کے باوجود بلیک بیوٹی پر سوار ہو گئی جو بہت اتھرا تھا نرل کے بیٹھتے ہی وہ اگلی ٹانگوں کو اٹھانے لگا وہ پوری طرح جم کر بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا۔

شوبھا اور نرل کی چیخیں بے ساختہ تھیں تھوڑی دور آگے جانے کے بعد گھوڑے کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی اسفند جب تک اس تک پہنچا تب تک دیر ہو چکی تھی گھوڑا نرل کو گرا چکا تھا اس کا سر بڑے پتھر سے ٹکرایا تھا درد کی شدت سے اس کا ذہن فوراً ہی بے ہوشی میں ڈوب گیا تھا۔

شوبھا کی تو حالت ہی غیر ہو گئی اسے پتا جی کا خوف تھا اگر انھیں پتہ چل جاتا کہ نرل کو

چوٹ لگی ہے تو پھر بہت برا ہوتا۔

''پلیز ہیلپ می۔'' شوبھا بھاگتی ہوئی اسفند کے قریب آ گئی نزل کے برعکس وہ بڑی معقول لگ رہی تھی۔

اسفند نے بے ہوش نزل کو اٹھایا اور گاڑی میں ڈالا اس تمام عرصے میں شوبھا بہت پریشان اور مضطرب نظر آ رہی تھی معمول سے ذرا زیادہ ہی چوٹ تھی کچھ خوف کا اثر بھی تھا جس کی وجہ سے نزل بے ہوش ہو گئی تھی ہوش میں آنے کے بعد اسفند پر وہ کلینک میں ہی برس پڑی۔

''تمہارے ہاتھ مجھ تک پہنچے مجھے چھوا تمہاری یہ جرأت۔'' اس کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا اسفند نے خود کو بمشکل گرم ہونے سے روکا۔

''مجھے شوق نہیں ہے آپ کو چھونے یا ہاتھ لگانے کا میں نے صرف ان کے کہنے پر سب کچھ کیا۔'' وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر خود عظمت ولا میں آ گیا۔ شوبھا نے گم صم کھڑی نزل کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

رات کو جب وہ دونوں لیٹنے لگیں تو شوبھا اسفند کا ذکر لے بیٹھی۔

''ویسے دیکھنے میں نہ بھی اور کشتی گیر لگتا ہے۔''

''میں کیا کروں وہ چاہے کشتی گیر لگے یا لڑنیتا ہے تو مسلا اور مجھے نفرت ہے مسز عظمت کے ہر رشتہ دار سے۔'' وہ دانت پیس کر بولی تو شوبھا اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

''ویسے ایک بات ہے اس نے کتنے آرام سے تمہیں اگنور کر دیا کہہ رہا تھا مجھے آپ کو چھونے یا ہاتھ لگانے کا شوق نہیں ہے۔'' شوبھا یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے دلی طور پر مسرور تھی کیونکہ نزل کے برعکس وہ عام سی شکل وصورت کی مالک تھی نزل کو غرور حسن بھی تو بہت تھا زندگی میں پہلا بار کسی نے نزل کو شاید اس کی اوقات یاد دلائی تھی جس سے شوبھا کے دل کو بڑا سکون ملا چاچی بھی تو صرف نزل پر ہی توجہ دیتے تھے ہر بات میں اسے اولیت دیتے جس سے وہ اکثر جھنجلا جاتی۔

نزل نے خفت چھپانے کے لیے چہرہ موڑ لیا واقعی اسفند نے کتنا چبا چبا کر کہا تھا کہ مجھے آپ کو ہاتھ لگانے یا چھونے کا شوق نہیں ہے۔

''ہونہہ۔'' اس نے شوبھا کی طرف پشت کر لی تاکہ وہ اس کے تاثرات نہ دیکھ سکے۔

''ہاں جانتی ہوں میں سب کچھ اوپر اوپر سے کہہ رہا ہوگا۔'' نزل کو کچھ یاد آیا تو اس کی گفتگو کا انداز ہی بدل گیا۔

''کیا جانتی ہو تم؟''

''یہی کہ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں اوپر اوپر سے بن رہا ہوگا اس نے تو مجھے چھو کر نزل کو چھو کر اپنی قسمت پر ناز کیا ہوگا۔'' اف کیسا تفاخر اور غرور سے پر لہجہ تھا شوبھا کلس سی گئی۔

''وہ مجھے پہلی ملاقات میں ہی ڈفرنٹ سا لگا ہے۔ جس طرح تم کہہ رہی ہو ایسا لگتا تو نہیں ہے۔''

ارے وہ مسلا صرف دو ملاقاتوں کی مار ہے جوش جذبات میں وہ بستر سے اٹھ بیٹھی۔

''لگانی ہو شرط؟'' شوبھا کا انداز سراسر تاؤ دلانے والا تھا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔'' وہ فوراً مان گئی۔

''کل میں اسے فون کروں گی بلکہ خود مسز عظمت کے گھر جاؤں گی۔'' وہ بہت پرعزم لگ رہی تھی۔

واقعی دوسرے دن وہ سچ مچ عظمت ولا پہنچ گئی۔

''آپ میرے ساتھ پارٹی میں چلیں گے آخر کو مہمان ہیں اتنی سیوا تو ہمارا حق بنتا ہے نا۔'' اسفند پل پل رنگ بدلتی اس دوشیزہ کو دیکھ کر رہ گیا عظمت سے خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

''اسفند جاؤ تم تیار ہو جاؤ۔'' عظمت اسفند کی طرف ملتجی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ممبئی یچ کلب میں صرف جوڑوں کو زینت دی جاتی تھی۔ نزل نے گردھاری لال کے خصوصی تعلقات اور اپروچ کی وجہ سے ممبر شپ تو حاصل کر رکھی تھی مگر کبھی وہ یہاں آئی نہیں تھی جو یہاں کا ممبر بنتا اسے اپنے ساتھ کسی بھی مرد یا خاتون دوست کو لانے کی سہولت حاصل تھی نزل نے ہال سے ہٹ کر سوئمنگ پول کے پاس بچھی چیئرز پر بیٹھنے کو ترجیح دی پھر وہ اسفند کو اندر لے آئی جہاں جوڑے آرکسٹرا کی دھن پر ناچ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد ہی سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو سے اسفند کا دماغ بوجھل ہونے لگا جبکہ نزل ابھی دیر تک یہاں رکنا چاہتی تھی اس نے اسفند کو دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ ڈانس فلور پر جا کے اس کا ساتھ دے پر اس نے معذرت کر لی۔

"آپ کافی محتاط لگتے ہیں۔" اس نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

"یہ میرا مزاج نہیں ہے۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا تو نرل اسے دیکھ کر رہ گئی۔

وہ دوبارہ باہر چلے آئے۔ جہاں چاند ہر سو اپنی جگمگاہٹیں بکھیر رہا تھا وسیع سبزہ زار پر محبت کے مارے اپنی اپنی پسند کا کونہ چنے ایک دوسرے پر دلی کیفیات عیاں کر رہے تھے بے شک نرل کا دل گھبرانے لگا اس کی تربیت میں بے باکی اور بولڈنیس کا عمل دخل رہا تھا مگر اس وقت وہ عام سی لڑکی لگ رہی تھی۔

یہ نظارے اس کے لیے نئے نہ سہی انجان ضرور تھے۔ سوئمنگ پول کے کنارے جلتی بجھتی روشنیوں کے عکس تلے نرل پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔ وہ بہت مضبوط اور ناقابل تسخیر چٹان کی مانند نظر آ رہا تھا۔ پھر اسے اپنا گھوڑے سے گرنا یاد آیا شوبھا کا تاؤ دلانا انداز اسفند کی مکمل بے نیازی وہ بری طرح جھنجلا گئی۔

"میں خوبصورت نہیں ہوں کیا؟" وہ بھنویں اچکا کر اسے دیکھنے لگا تو نرل دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"آپ سے کس نے کہہ دیا کہ آپ خوبصورت نہیں ہیں۔" اس وقت وہ پول کے بالکل کنارے پر تھی اچانک ہی لہرا کر گرنے لگی تھی کہ اسفند کو تھام لیا۔

"دھک...... دھک۔" اسے اپنے دل کی دھمک کنپٹیوں میں دھڑکتی محسوس ہو رہی تھی اور اس کا ایک لمحہ تھا اسے اپنی بے بسی پر رونا آ گیا یہ کیا ہو رہا تھا۔

رات کے ایک بجے وہ اپنے نرم و گداز بستر پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی۔

وہ ایسا نہیں ہے شوبھا کی سرسراتی آواز اس کے کان میں گونجی تھی وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

"نہیں...... نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔" اس کی چیخ بڑی بے ساختہ تھی۔

تب ہی شوبھا اور موسی بڑے گھبرائے اندر اس کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ بخار میں پھنک رہی تھی۔

پورے چار دن وہ شدید بیمار رہی۔ اتوار بھی گزر گیا عظمت از حد پریشان تھے چھٹے دن وہ اترے اترے چہرے اور زرد رنگت سمیت عظمت ولا چلی آئی عظمت کا دل دھک سے رہ گیا وہ اس کے بھائی کی نشانی تھی۔ کچھ بھی سہی اس کا دل نرل کے معاملے میں بہت حساس تھا۔ تب نرل

نے پہلی بار بے بسی کے عالم میں بھیگے بھیگے چہرے سمیت سب کچھ کہہ دیا اپنے دل کی جلن تڑپ بے قراری اور محسوسات کی کیفیت پر عظمت کی مسرت چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

اسفند کو یہاں دیکھ کر ان کے دل نے کتنی دعائیں کر ڈالی تھیں ان کی آرزو تھی کہ نرل کی شادی کسی اچھے نوجوان سے ہوتا کہ وہ گردھاری ٹرانس سے باہر آ سکے اسفند کو دیکھ کر ان کے دل نے خواہش کی تھی کہ وہ نوجوان اسفند ہی ہو۔

نرل نے بھی عظمت کی آنکھ میں چھپی خواہش جان لی تھی تبھی تو اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا تھا۔

☆☆☆

"اسفند بیٹا میرا بھرم رکھ لو یہ میرے پاس آخری موقعہ ہے نہیں تو میں بے بس ہی رہوں گا اور نرل کے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ وہ مسلمان باپ کی اولاد ہے اس کی رگوں میں مسلمان خون دوڑ رہا ہے۔ میں ملاوٹ نہیں ہونے دوں گا۔" بولتے بولتے عظمت کا سانس پھول گیا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔

"تم فی الحال میرا کہنا مان لو اور جب ایک بار نرل پاکستان چلی جائے تو پھر بعد میں دیکھا جائے گا۔" وہ اس کی خاموشی کو نیم رضامندی تصور کر رہے تھے۔

نرل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب کچھ اتنی آسانی سے ہو گیا ہے۔ اس کی ضد پر عظمت کو اس کی ہر بات ماننی پڑی وہ اڑ گئی تھی کہ اس کی شادی ہندوانہ طریقے کے مطابق ہو گی۔ کیونکہ وہ عظمت کی کمزوری سے واقف تھی پھر اسفند کی بے بسی دیکھ کر اسے بڑا لطف آیا تھا وہ اسے پہاڑی مندر میں لے گئی تھی۔ عظمت نے اسفند سے کہا اس نازک موقعے پر وہ اس ہٹ دھرم لڑکی کے آگے چپ رہے بعد میں دیکھی جائے گی نرل نے بڑے چاؤ اور غرور سے مندر کے پجاری کے سامنے اسفند کے ہاتھ سے منگل سوتر پہنا تھا۔

بعد میں عظمت ولا میں چند انتہائی قریبی لوگوں کی موجودگی میں اس کا نکاح اسلامی طریقے کے مطابق اسفند سے ہوا۔

بہر حال وہ اپنی جیت پر نازاں تھی وہ یہ سوچ سوچ کر ہی خوش ہو رہی تھی کہ اس نے ایک مسلمان نوجوان کو شکست دے دی ہے اس نے عظمت کی کمزوری سے بھی فائدہ اٹھایا۔

☆☆☆

گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہوئے وہ کار پورچ میں لائی سب سے پہلے سامنا شوبھا سے ہوا تو پہلی بار وہ گھبرائی شاید وہ اس کے چہرے پر لکھی ساری کہانی پڑھ لے اس نے بہت بڑا قدم اٹھایا تھا اتنا بڑا کہ اگر گردھاری لال کو خبر ہو جاتی تو وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گولی سے اڑا دیتے۔

اس نے اسے ہمیشہ مسلمانوں سے نفرت کی پٹی پڑھائی تھی۔ انہیں نیچ اور کمتر بنا کر پیش کیا تھا پھر وہ خود بھی تو مسلمانوں سے کتنی نفرت کرتی تھی اسے باپ اور اس سے وابستہ ہر شخص سے نفرت تھی۔ اس نے اپنی نفرت چھپانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی اسے بس یہ پتہ تھا کہ سب اس کی ماں کے قاتل تھے۔

وہ ہر صبح گھر میں بنے مندر میں پوجا کے لیے جاتی اور وشنو جی کی مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر دعا کرتی کہ مسز عظمت کا سارا خاندان تباہ و برباد ہو جائے۔ وہ مسلمانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی اسفند کو بھی تو اس نے اسی نظر سے دیکھا تھا۔

پھر کیوں یہ سب ہوا تھا اب وہ تکیے میں منہ چھپائے رو رہی تھی اس نے جذبات میں آ کر عظمت کو سب کچھ بتا دیا تھا وہ ایک مسلمان سے شکست کھا گئی تھی اس سے شادی کر لی تھی اس کے ہاتھ سے منگل سوتر پہنا تھا سیندور لگوایا تھا یہ اس نے کیا ایک اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر لیا تھا اس کی ماتا کی آتما کو کتنا دکھ ہوا ہوگا یہ اس نے کیا کر دیا تھا پتا جی تو بڑے بڑے خاندانوں میں اس کی شادی کا سوچ رہے تھے۔

اف یہ سب کیا ہو گیا تھا۔ اس کے آنسو کسی طرح بھی نہیں رک رہے تھے۔

☆☆☆

اسفند جانے کی تیاری مکمل کر چکا تھا۔ عارفہ پھپھو اس کے پاس آئیں وہ کپڑے تبدیل کر چکا تھا اور پرفیوم لگا رہا تھا۔ وہ اسے نرمل کی آمد کی اطلاع دے کر پلٹ گئیں۔

اسے ابھی ابھی اسفند کی روانگی کے بارے میں یہاں آ کر علم ہوا تھا۔ دل پر چوٹ کا پڑی وہ اپنے پاسپورٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

نرمل نے سختی سے ہونٹ کچلے اس نے ایک بار بھی تو اپنے اور اس کے مابین خوبصورت رشتے کا احساس دلانے کی کوشش نہیں کی تھی اور اب کیسا سنگدل کٹھور بنا جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

"آپ جا رہے ہیں؟" اس نے نرمل اور اس کے سوال کا نوٹس نہیں لیا۔

"ہاں۔" پر پلٹ کر اسے دیکھا ضرور اور مختصر بولا اور پھر ملازم کو آواز دی۔

نرمل کا جی چاہا وہ زنجیر بن کر اس کے قدموں سے لپٹ جائے جاتے جاتے وہ اس کے پاس رکا۔

"عظمت انکل کی عزت کا خیال کیجیے گا آپ کے بارے میں وہ بہت حساس ہیں کچھ نہیں تو اپنے مسلمان ہونے کا ہی لحاظ کر لیں اور انکل کو جلانا چھوڑ دیں۔ آپ کا برین واش کیا گیا ہے مگر پھر بھی سوچیے گا ضرور کہ آپ کی رگوں میں مسلمان باپ کا خون دوڑ رہا ہے۔"

وہ چلا گیا نرمل وہیں کھڑی اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہی اس کا خیال تھا کہ اسفند جاتے جاتے کوئی شوخ سی جسارت کرے گا اپنے انتظار کا کہے گا مگر وہ شخص بے حس سا شخص اس کے سارے جذبوں کا خون کر گیا تھا۔

☆☆☆

نرمل کے اندر سے وہ پہلے جیسی بے رخی و بیگانگی دم توڑ چکی تھی۔ عظمت اور عارفہ سے اب وہ سرد مہری سے بات کرنا چھوڑ چکی تھی وہ آئی تو اداسی اس کے ایک ایک عضو سے جھانکتی محسوس ہوتی۔

شوبھا اور نرمل دونوں مسز ورما کے گھر ہونے والی میوزک پارٹی میں شریک تھیں سب کے بے حد اصرار پر نرمل نے اپنی دلکش آواز میں محبوب میرے گا کر سنایا۔ واپسی پر وہ بہت کھوئی کھوئی اور اداس لگ رہی تھی۔ شوبھا بھی گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے اس کی اداسی نوٹ کر رہی تھی۔

رات گئے اس کے کمرے سے پیانو کی آواز آتی رہی۔

ہائے جلتا ہے بدن
عشق کے ماروں سے کہہ دو کہ لے آئیں ساون

شوبھا نے تذبذب کے عالم میں اس کے کمرے کا دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا اندر وہ آنکھیں بند کیے بڑے جذب کے عالم میں گنگنا رہی تھی۔ "عشق کے ماروں سے کہہ دو کہ لے آئیں ساون" شوبھا کو دیکھ کر وہ پیانو رکھ کر صوفے کی طرف آ گئی بے بی پنک نائیٹ ڈریس میں اس کی بے داغ جلد جگمگا بٹیں بکھیر رہی تھی اور چہرے پر پژمردہ سا تاثر آنکھوں میں پرفسوں سا

نمار۔ وہ تھکے تھکے انداز میں صوفے پر گر گئی۔

''ابھی تک سوئی نہیں ہو؟'' شوبھا کھوجی نگاہوں سے تک رہی تھی۔

''ہاں نیند نہیں آ رہی۔''

''کیوں......؟''

''ایسے ہی۔''

''خیر نہ بتانا چاہو تو اور بات ہے'' وہ بے نیازی سے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔

یار ایسی کوئی بات نہیں ہے نرل نے اس کی طرف سے رخ موڑ لیا تو شوبھا اٹھ کر آ گئی۔

اس کے جانے کے بعد نرل کے جی میں جانے کیا سمائی کہ اس نے اسفند کا سیل نمبر ڈائل کر ڈالا جو اسے کل عظمت انکل سے ملا تھا۔

فون اسفند نے ہی ریسیو کیا۔

''السلام علیکم۔'' اس کی گھمبیر پرتاثر آواز ابھری تو جانے اسے کیا ہوا کہ اس نے خاموشی سے بولے بغیر فون آف کر دیا اور رونے لگی یہ کیفیت اس کے لیے اجنبی سی تھی۔

☆☆☆

اسفند کام کرتے کرتے اٹھ کر ڈرائنگ روم میں چلا آیا جہاں اس کا ماتحت شہباز اس کا منتظر تھا۔ ولید کسی ضرورت سے اس کے کمرے میں آیا تو اسفند کے استعمال میں کمپیوٹر آن تھا شاید جلدی میں وہ آف کرنا بھول گیا تھا جس کے تحت ولید اس کے نام آئی ای میل چیک کرنے لگا مون لائٹ کے نام سے آئی ای میل نے اسے مجبور کیا کہ وہ پڑھ کر ہی اٹھے۔

او بے پروا سجن

میرے دکھ کے دن ہیں ہزار

میرے سینے میں ہیں سانس چار

میرے سینے ہوئے ہیں تار تار

تجھے اس سے کیا ہو گئن

او میرے بے پروا سجن

میری سوچوں پہ ہے کئی پہرے دار

مجھے دیتے ہیں سکھ ادھار

میری نیا ہو کیسے پار

تو بیٹھا ہے میلوں پار

تجھے اس سے ہو کیا گئن

او بے پروا سجن

ابھی وہ یہیں تک پڑھ پایا تھا کہ کمرے میں پڑے سیل فون پر میسج ٹون آنا شروع ہوئی تو وہ اچھل پڑا۔ اسفند بھائی کی آمد کے خیال نے اس کا خون خشک کر دیا۔ بہر حال اس نے فون اٹھا کر میسج پڑھا۔

If A Kiss was a raindrop I'd send U
Showers. If a hug was a second. I'd send U
havers. If smiles were water. I'd send U
a sea. If love was a person I'd sen u Me.

اس نے نمبر دیکھا جو اس کے لیے یکسر اجنبی تھا کو ڈ بتا رہا تھا کہ یہ ملک سے باہر کا نمبر ہے اس نے موبائل واپس اسی جگہ رکھا جہاں سے اٹھایا تھا۔

کمرے کو پرانی پوزیشن میں لانے کے بعد وہ ریان کی طرف آ گیا جو کتابوں میں سر گھسائے پڑھنے کی اداکاری کر رہا تھا۔ ولید سے صبر ہی نہیں ہو رہا تھا اس نے سب کچھ اگل دیا۔

''یار کہیں غلط نہ ہو۔ پہلے بھی اس طرح کی حرکتیں کر کے عزت افزائی کروا چکے ہو بھائی سے۔''

''نہیں یار بھیا کو شعر و شاعری سے دور دور تک کا بھی لگاؤ نہیں ہے وہ تو سیدھے۔ سبھاؤ انداز میں آئی لو یو کہنا جانتی ہے جبکہ یہ جو کوئی بھی ہے......'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''اور یار میسج جس نمبر سے بھیجا گیا ہے وہ پاکستان کا نہیں ہے۔ ای میل اور میسج بھیجنے والی لڑکی ایک ہی ہے۔''

''بیچے دو بے چاری کو کون سا بھائی کو اثر ہوتا ہے ہائے ایسا میسج کوئی لڑکی مجھے بھیجے تو پہلی فرصت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ اس کا ہو جاؤں۔ ایک یہ اسفند بھائی ہیں جانے کس مٹی کے

بنے ہیں اثر ہی نہیں ہوتا۔" ریان آہ بھر کر بولا تو ولید نے اسے ایک دھپ لگائی۔

"آہستہ بولو اگر اسفند بھائی نے سن لیا تو خیر نہیں ہے ویسے میں سوچ رہا ہوں وہ نمبر کس کا ہے؟" وہ پھر اسی نقطے پر اٹک گیا۔

شہباز کو رخصت کرنے کے بعد اسفند کمرے کی طرف جاتا دکھائی دیا تو ولید اور ریان نے ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا۔

حسب عادت وہ اپنے نام آئی ای میل چیک کرنے لگا نرل کی ای میل پڑھ کر اسے حیرت نہیں ہوئی کیونکہ عظمت انکل اسے بتا چکے تھے کہ انھوں نے نرل کو اس کا سیل نمبر اور ای میل ایڈریس پہنچا دیا ہے۔

میسج پڑھتے پڑھتے اس کا رنگ ایک دم بدل گیا اور چہرے پر غصے و تنفر کی لالی چھلکنے لگی وہ فون کرتی اور بولے بغیر بند کر دیتی۔ اسفند کے نام اس کی بھیجی گئی ای میل اس کے سرکش ضدی منہ زور جذبوں کا کھلا اظہار تھی۔

اسفند کی طرف سے چھائی خاموشی اسے مزید بھڑکانے کا سبب بن رہی تھی وہ کمپیوٹر آف کر کے اٹھا تو سیل فون پر بیپ آنا شروع ہو گئی نمبر نرل کا تھا۔

"السلام علیکم۔" وہ نارمل لہجے میں بولا تو دوسری طرف سے سسکی کی آواز گونجی۔

"آپ کیسے ہیں؟" نرل نے خود پر قابو پا کر لب کھولے۔

"فائن۔" وہ مختصرا بول کر چپ ہو گیا تو دوسری طرف موجود نرل جیسے یکایک سانس گننے لگی۔ کتنی دیر خاموشی طاری رہی نرل کی تھمی تھمی سسکیوں نے اسے چونکا دیا۔ پر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا۔

اسفند آنکھیں بند کیے کرسی پر نیم دراز اپنی سوچوں میں گم تھا۔ نرل کی ای میل میسج اور اب فون بہت کچھ غور کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔

او بے پروا سجن

If a kiss was a drop

کیسے ہیں آپ؟

لفظ اور آوازیں مجسم ہو کر ذہن میں شور مچانے لگے تو وہ جھنجلا کر جم خانہ چلا آیا۔

☆☆☆

نرل کے کالج میں سالانہ فیشن شو ہو رہا تھا۔ جس میں ہارٹ فیورٹ کے طور پر اس کا نام بھی شامل تھا۔ فیشن شو میں ملک بھر کے نامور کالجز بھی شرکت کر رہے تھے۔ مہمان خصوصی کے طور پر ایک اہم شخصیت مسٹر ولیم مدعو تھے جو این جی اوز کو گرانٹ دینے کے سلسلے میں خصوصی شہرت رکھتے تھے۔

اس فنکشن کی کوریج کے لیے اخبارات کے معتبر رپورٹرز بھی موجود تھے۔ چوتھے نمبر پر نرل پردے کے پیچھے سے نمودار ہوئی۔ کاہی رنگ کے میکسی نما لبادے میں وہ کوئی آسمانوں سے اتری اپسرا اور اجنتائی مورت نظر آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر حاضرین محفل کو پرنام کیا تو مسٹر ولیم فریب ومیٹل بجا رہا تھا۔ اس تقریب میں گردھاری لال بھی موجود تھے۔ فرسٹ پرائز کے لیے جب نرل کا نام اناؤنس ہوا تو خوشی سے ان کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس پذیرائی پر وہ آپے سے باہر ہو رہے تھے انھیں پورا یقین تھا کہ بہت جلد وہ نرل کے لیے دیکھے گئے خوابوں کی تعبیر ڈھونڈ لیں گے۔ اخباری فوٹو گرافر نرل کے خصوصی پوز لے رہے تھے۔

اگلے روز کے ویکلی میگزین میں جو کثیر الاشاعت پرچہ تھا نرل کی تصویر پورے آب و تاب سے چھپی۔ وہی تصویر اس وقت اسفند اپنے انٹرنیٹ پر دیکھ رہا تھا۔ اور یہ تصویر ہی اسے سلگا کر دینے کے لیے کافی تھا کہ اس تصویر کو دیکھ کر کس کس منچلے نے آہیں نہ بھری ہوں گی۔

نرل نے اپنے تئیں بڑے فخر سے وہ تصویر اور فیشن شو کی تفصیل اسے انٹرنیٹ پر بھیجی تھی کہ دیکھو میرے کتنے قدر دان ہیں۔ اسی فیشن شو میں شریک ایک معزز ایڈورٹائزنگ ایجنسی کے مالک نے اپنی اگلی پروڈکٹ کے لیے بطور ماڈل نرل کو اشتہار میں لینے کی پرکشش آفر کی تھی اسفند نے جلتے بھنتے ذہن کے ساتھ تصویر ڈی لیٹ کر دی۔

عظمت انکل کا فون مزید نئی پریشانیوں کا در وا کر گیا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ گردھاری لال کے ارادے نرل کے حوالے سے بڑے خطرناک ہیں۔

در پردہ چپکے چپکے عظمت نرل کو پاکستان بھیجنے کی تیاریوں میں تھے۔ خود وہ اسفند سے ملنے کے لیے تڑپ رہی تھی ان پانچ چھ ماہ کے دوران اسفند کی طرف سے مکمل بے رخی بے نیازی اور خاموشی کی کیفیت طاری تھی جس نے نرل کی امنگوں بھرے دل کو جتنا سلگتا انگارہ بنا دیا تھا وہ تو

جلد از جلد اس کے مد مقابل آ کر تمام حساب بے باق کرنا چاہتی تھی اسفند چپ چاپ دل کی مسند آ کر قابض ہو گیا تھا وہ ہار گئی تھی اور وہ اتنے دور آرام سے بیٹھا اس سے بالکل لاتعلق ہو گیا تھا۔

عظمت انکل نے اسے پاکستان بھیجنے کے تمام تر انتظامات مکمل کر لیے تھے اس موقعے پر نزل نے گردھاری لال سے جھوٹ بولا۔ کہ وہ سہیلیوں کے ساتھ سیر و تفریح کی غرض سے شملہ جا رہی ہے۔

اور محبت تیرے کیا کیا رنگ ہیں۔ گردھاری لال نے بہن کی نافرمانی کی سزا نزل کو دینے کے لیے اپنے انداز [illegible] کی پرورش کی تھی۔ اپنے تئیں وہ بیٹی کو ایک مسلمان سے شادی کے جرم میں اس کی آتما کو تڑپانے کے لیے یہ سب کر رہا تھا نزل کو اس نے بڑے لاڈ سے پالا تھا شوبھا کے برعکس اسے بے پناہ توجہ ملی تھی وہی نزل اسے چھوڑ کر کسی اور کی محبت کی پناہ میں چلی گئی تھی وہ اسے مسلمانوں سے بچانا چاہتے تھے اور وہ ایک مسلمان ہی کے آگے دل ہار بیٹھی تھی۔

☆☆☆

کالی ساڑھی اور ہاف آستین کے بلاؤز میں ملبوس وہ سب گھر والوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ عظمت نے فون کر کے مناسب انداز میں اس کے بارے میں بتا دیا تھا۔ چونکہ وہ ان کے داماد کی بھتیجی تھی۔ اس لیے اسے کچھ زیادہ پذیرائی مل رہی تھی لڑکیاں دل ہی دل میں اسے سراہ رہی تھیں۔ ولید کی نگاہ پرسوچ انداز میں اس پر جمی تھی۔ نزل بے چین سی ہو رہی تھی کیونکہ اسفند حاضرین محفل میں موجود نہیں تھا۔

نئی جگہ ہونے کی وجہ سے اسے رات نیند بھی دیر سے آئی۔

صبح نو بجے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ ملازمہ اسے ناشتے کا کہنے آئی تھی۔ کپڑے لے کر وہ باتھ روم میں گھس گئی۔ ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد ذہن کچھ پرسکون ہوا تو وہ درست طریقے سے سوچنے کے قابل ہوئی۔

ٹی وی لاؤنج میں ملازمہ کی ہمراہی میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی تو وہیں رک سی گئی۔ صوفے پر عین سامنے اسفند بیٹھا ہوا تھا سب کی موجودگی کا دھیان کرتے ہوئے اسے نگاہوں کی بے قراری پر قابو پانا پڑا۔ رابعہ نے ہاتھ پکڑ کر اسے سامنے بٹھا لیا اور بڑی شفقت

سے پوچھنے لگیں۔

"رات نیند تو ٹھیک آئی ناں؟" نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اثبات میں سر ہلانا پڑا۔

"تم سب سے کل مل چکی ہو ایک بندہ رہ گیا تھا یہ جو سامنے بیٹھا ہے جانے انڈیا میں تم اسے ملی ہو یا نہیں پر یہ اسفند ہے میرا بڑا بیٹا چھوٹا ولید ہے۔" اسفند کا ذکر کرتے ہوئے ان کی آنکھیں ممتا کے نور سے جگمگا اٹھی تھیں۔ نزل نے سر کو ہولے سے جنبش دی اسفند نے اخبار کو رول کرتے ہوئے اچٹتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی۔

"اسفند یہ تمھاری پھپھو اور پھوپھا کی بہت قریبی رشتہ دار ہے نزل۔" انھوں نے اپنی طرف سے تعارف کی رسم پوری کر دی۔

"ٹھیک ہیں ناں آپ؟" اسفند کے لبوں سے رسمی سے لفظ برآمد ہوئے تو اس نے بمشکل سر کو اثبات میں ہلایا۔

اتنے مہینوں کے بعد آمنا سامنا ہوا بھی تو کس انداز میں وہ اس کے لیے اجنبی تھی جیسے وہ اسے پہچانتا ہی نہ ہو کوئی رشتہ ہی نہ ہو۔ کاش وہ اسے بتا سکتی کہ وہ اس کے لیے کتنا اہم ہے اتنا اہم کہ وہ اس کے لیے سب کچھ چھوڑ آئی ہے۔ کس لیے؟ صرف اور صرف اس کے لیے اس کی چاہ میں۔ اس کی ایک اپنائیت بھری مسکراہٹ کی ایک چاہت بھرے لمس کی اس وقت اسے شدید ضرورت ہے۔

ولید نے دوبارہ غور سے نزل کی طرف دیکھا۔ اور پھر نہ سمجھ آنے والے انداز میں سر جھکا دیا۔

اسفند کچھ دیر کے بعد اٹھ کر چلا گیا تو نزل کو سارا منظر بے رنگ و بے آب لگنے لگا۔

چند دن میں ہی اپنائیت بھرے رویے کے باعث نزل کی اجنبیت ختم ہو گئی۔ لڑکیاں سادہ دل اور مخلص تھیں کم و بیش یہی حال لڑکوں کا تھا خاص طور پر اسفند کی دادو خورشید جہاں بیگم نے سب کو کہہ دیا تھا کہ نزل کے بارے میں، میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گی۔

☆☆☆

خورشید جہاں تینوں بہوؤں اور بڑے دونوں بیٹوں کے ساتھ گاؤں شادی میں شرکت کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ اسفند نے آفس سے چھٹی لے رکھی تھی۔ سب شرارتیوں کو وہی سنبھال سکتا

تھا لیکن ریان اور ولید کہاں باز آنے والے تھے۔

رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب سب لاؤنج میں تھے۔ تو ولید نے مشاعرے کا آئیڈیا پیش کیا۔

لڑکیوں نے بھرپور تائید کی۔ ریان اور اقراء اسفند کو بھی بلا کر لے آئے صد شکر کہ اس نے کچھ نہیں کہا بلکہ دوستانہ انداز میں ان کے آئیڈیے کو سراہا۔

ولید اور ریان نے تھری سیٹر صوفے کے اوپر جگہ سنبھالی لی۔ دائیں جانب اقراء اور رمشہ تھیں ان کے ساتھ شہریار اور عامر تھے سامنے نرل بیٹھی تھی۔

"سب سے پہلے نرل جی کچھ سنائیں مہمان ہونے کی وجہ سے یہ رعایت انھیں دی جاتی ہے۔" ریان نے بے خیالی میں سب سے پہلے اسی پر حملہ کیا تو وہ ہڑبڑا سی گئی۔ سب اشتیاق سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے جانے کس طرح اپنی بے قراری پر خود کو سنبھالا ایسا کرنا ضروری تھا وہ اسفند کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی پھر خوبصورت آواز میں دلی جذبوں کی عکاسی کرنے یہ لفظ اس کے ترجمان بن گئے۔

جانے کیوں آپ اپنی ہنسی اڑانا چاہوں
دل کی ہر بات زمانے کو سنانا چاہوں
اس کو خوشبو کی طرح ساتھ بھی رکھوں اپنے
اور پھر زمانے سے چھپانا چاہوں!!
اک مچھلی کی طرح جال میں آیا ہوں میں
اور پھنستا ہوں جو اب خود چھڑانا چاہوں
ہے محبت تو محبت میں انا کیا معنی
میں تو فقط ملنے کو ایک بہانہ چاہوں
ایک الجھن میں ڈال دیا ہے اس نے
چھوڑ پاؤں نہ اسے اپنا بنانا چاہوں

آخری شعر تک پہنچتے ہی اس کے لہجے میں نمی سی آ گئی۔ پھر اس کے بعد وہ وہاں رکی نہیں معذرت کر کے اٹھ آئی۔

ولید ایک بار پھر الجھ گیا تھا۔

رات گئے سب لاؤنج سے اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں گئے۔ کوریڈور سے گزرتے ہوئے۔ اسفند کے قدم ایک ثانیے کے لیے نرل کے بیڈ روم کے آگے رکے پھر کچھ سوچ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

☆☆☆

ولید اور ریان کے کالج سے پیغام آیا تھا۔ اسفند پرنسپل سے مل کے آیا تو دونوں کی طلبی ہوئی دونوں سر جھکائے اسفند کی ڈانٹ سنتے رہے اس کے جانے کے بعد ہنسی کا فوارہ ولید کے منہ سے چھوٹا اتفاق سے سارا واقعہ نرل کے سامنے ہوا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ان کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئی کتنے عرصے کے بعد وہ کھل کر ہنسی تھی۔

"توبہ ہے بڑے بھائی بس مارنے کی کسر رہ گئی تھی۔" یہ ریان تھا نرل کو پھر ہنسی آ گئی۔ اسفند گھر پر ہی تھا اقرا کافی لے کر نرل کے لیے آئی تو اسفند بھی موجود تھا۔ وہ بھی کافی پی چکا تھا۔ اقرا اسفند کے لیے دوبارہ کافی بنانے جانے لگی تو نرل نے اسے روک دیا اقرا کو روکنے کے بعد وہ اسفند کے پاس آئی اور کپ خاموشی سے اس کی طرف بڑھایا۔

باہر بارش برس رہی تھی سی گرین قمیض شلوار میں ملبوس وہ موسم کی خوبصورتی کا حصہ لگ رہی تھی اسفند نے آدھا کپ پینے کے بعد وہیں ٹیبل پر رکھ دیا نرل نے بڑے غیر محسوس انداز میں کپ اٹھایا۔ اور عین اسی جگہ سے باقی ماندہ کافی پینے کے لیے لب رکھے جہاں سے اسفند نے کپ ہٹایا تھا۔ کپ اور اسفند کے لبوں کے مابین کتنا خوبصورت سنگم تھا وہ اس احساس سے سرشار ہو گئی۔ کسی اور نے نوٹ کیا ہو نہ کیا ہو مگر ولید کی عقابی نگاہ سے یہ حرکت چھپی نہ رہ سکی۔

دروازے سے باہر نکلتے ہی تیز بوچھاڑ نے اسے بھگو کر رکھ دیا۔ من میں کچھ اور آگ بڑھنے لگی تھی بارش کی بوندوں کے ساتھ اولے بھی پڑنے لگے تھے۔ موسم آن کی آن میں بدل گیا تھا۔ اس کے سارے کپڑے بھیگ چکے تھے باہر رات اتر آئی تھی۔

اسفند رابعہ کو شب بخیر کہہ کر اپنے کمرے میں چلا آیا ساری لائٹس آف تھیں اسے اچنبھا سا ہوا کیونکہ مغرب کے بعد اس کے کمرے میں ایک لائٹ جلتی رہتی تھی جو آج بند تھی۔ سوئچ بورڈ کی طرف اس کا ہاتھ بڑھا اس سے پہلے کہ لائٹ آن ہوتی ایک نرم و گداز سا وجود اس سے لپٹ

گیا سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ پہچان گیا کہ یہ نرل کے سوا کوئی نہیں ہے اسے اس قیامت کا
اندازہ بہت دن سے تھا اتنا انجان نہ تھا کہ نرل کے سرکش تیور پہچان نہ پاتا۔

"پیچھے ہٹو نرل۔" اسفند نے اسے خود سے الگ کرنا چاہا تو اس نے کسی ضدی بچے کی
مانند اس کی آستین مضبوطی سے تھام لی۔ کمرہ ہنوز تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا باہر بارش چھما چھم برس
رہی تھی۔

"آپ نے میرے ساتھ شادی کی ہے میرا جیون مذاق نہیں ہے۔" اسفند کے ملبوس
کی خوشبو اس کے حواس پر بھاری تھی موسم کی جادوگری اسے مدہوش ہو جانے پر مجبور کر رہی تھی
اسفند کی مسلسل بے نیازی آج اسے اس موڑ پر لے آئی تھی جو خود اس کے لیے حیران کن تھی۔

اسفند نے بڑی مشکل سے اپنا بازو چھڑایا اور لائٹ آن کر دی۔ آن کی آن میں ماحول
پر چھایا طلسم ٹوٹ گیا۔ نرل بجلی کی تیزی سے اس سے دور ہو گئی۔ تب اسفند نے دیکھا انگوری کلر
کے کپڑوں میں ملبوس وہ پوری طرح سجی بنی تھی ہونٹوں پر لپ سٹک کی مٹی مٹی سی نشانی بھی موجود
تھی۔

اس کا دوپٹہ سینٹر ٹیبل کے پاس پڑا ہوا تھا۔ تب وہ ادھر ادھر دیکھے بغیر دروازہ کھول کر
تیزی سے باہر نکلی۔ اسفند نے اس کا دوپٹہ اٹھایا اور اس کے پیچھے لپکا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے
بڑھتا وہیں جم سا گیا۔ ولید اپنے کمرے کے سامنے کھڑا حیرت دکھ افسوس اور شرمندگی کے ملے
جلے تاثرات سمیت اسے دیکھ رہا تھا۔

بات بڑی صاف تھی ابھی نرل بھائی کے کمرے سے نکل کر جس طرح روتی ہوئی گئی تھی
اور اب اسفند اس کا دوپٹہ اٹھائے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں اسفند کے
ہاتھ میں نرل کا دوپٹہ جرم بے گناہی کی مکمل داستان سنا رہا تھا۔ اس مرحلے پر اسفند نے مکمل حاضر
دماغی سے کام لیا اور اسے کمرے میں لا کر بحالت مجبوری تمام داستان سنا دی اس دوران کئی بار
اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوا۔

"اب تم بتاؤ میں کہاں تک قصوروار ہوں عظمت انکل اور پھپھو کے سامنے میں مجبور ہو
گیا تھا میں تو دونوں طرف سے گرداب میں گھرا ہوا ہوں۔ اس مرحلے پر اگر میں نے گھر میں
حقیقت بیان کر دی تو ایک طوفان آ جائے گا۔ وہ بیوقوف لڑکی چاہتی ہے کہ میں اس کی حماقت میں

اس کا ساتھ دوں ولید یہ نکاح ایک ڈھکوسلے کے سوا کچھ نہیں ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں..... میں
"شدت جذب سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بات ادھوری رہ گئی۔

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟" اس وقت وہ بڑا بے بس لگ رہا تھا۔

"وہ مندر میں جاتی ہے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتی ہے اور اپنی دانست میں تصور کرتی
ہے کہ میں اس کا شوہر ہوں۔ بے شک وہ مسلمان باپ کی اولاد ہے مگر شروع سے ہی اس نے
جس ماحول میں پرورش پائی ہے وہ دینی علوم سے بے بہرہ ہے مسلمانوں سے نفرت کرتی ہے اس
کے ذہن میں بے انتہا زہر انڈیلا گیا ہے اس پچویشن پر میں کیسے قابو پاؤں؟"

ولید خود پریشان ہو گیا تھا۔ اب نرل کا خصوصی رویہ سمجھ آیا تھا اسے اسفند کی دلی کیفیت
کا احساس تھا۔ مگر وہ کوئی مشورہ دینے سے قاصر تھا۔

☆☆☆

اس کی اردو آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی تھی اسفند نے اس کی ذہنی کیفیت کے پیش نظر
فیصلہ کیا کہ اسے مصروف رکھا جائے۔

دوپہر میں جب سب آرام کر رہے تھے تب وہ نرل کے پاس آیا وہ ابھی لیٹی تھی
اسفند کو سامنے پا کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی وہ سامنے پڑے بیڈ پر بیٹھ گیا کہ نرل اور خود سے
اسفند کو اس سے اپنی پوزیشن کا اچھی طرح احساس تھا۔

کمرے کا بند دروازہ نرل کو خوش فہمی میں ڈال گیا۔

"نرل میں زیادہ وقت نہیں لوں گا یہ کچھ رقم ہے آپ بہر حال میری ذمہ داری ہیں میرا
فرض بنتا ہے کہ آپ کی ضروریات کا خیال رکھوں۔" وہ والٹ کھول کر رقم نکال کر اس کے سامنے
میز پر رکھتا ہوا بولا تو نرل کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ آ گئی۔

"کچھ اور ضروریات بھی ہوتی ہیں دلی تقاضے بھی ہوتے ہیں ان کا خیال کون رکھے گا"
نرل کی بے باکی نے اسے مشکل میں ڈال دیا۔

"میرا خیال ہے آپ کو مصروفیت کی ضرورت ہے یوں کریں کہ کمپیوٹر کلاسز جوائن کر
لیں۔" وہ سنی ان سنی کر گیا۔

نرل نے سامنے پڑے پیسوں کو دیکھا تک نہیں۔ اسفند کو دیکھتے ہی شکوے اس کے

لبوں پر مچل اٹھتے تھے۔

"ٹھیک ہے عظمت انکل بھی یہی کہہ رہے تھے کل ان کا فون آیا تھا۔" وہ انگلینڈ والے بزنس کو خود سنبھالنے کے لیے وہیں جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں گھر بھی دیکھ رہے ہیں۔ وہ قصداً اس سے نگاہ چرا کر بات کر رہا تھا۔

اگلے ہفتے نرمل نے کمپیوٹر کلاسز لینی شروع کر دیں۔ یہ ایک مشہور انسٹی ٹیوٹ تھا جسے ایک غیر ملکی ادارہ چلا رہا تھا۔

پہلے دن ہی نرمل نے دلچسپی دکھائی۔ یوں تو وہ نیٹ استعمال کرتی تھی مگر یہاں اس کی توجہ کے لیے معلومات کا ایک نیا جہاں آباد تھا۔

جلد ہی اس کی دوستی ڈیبرا اور پامیلا سے ہوگئی دونوں برطانوی نژاد تھیں اور یہاں چھ ماہ سے مقیم تھیں وہ سیر و تفریح کے لیے یہاں آئی تھیں اور پورے ملک کی سیاحت کا ارادہ رکھتی تھیں۔

اب اس کا دل یہاں لگ گیا تھا ڈیبرا اور پامیلا دونوں بڑی اچھی دوست ثابت ہو رہی تھیں پامیلا بہت دلچسپ لڑکی تھی منٹوں میں اس نے نرمل کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔

نرمل نے اسفند کے حوالے سے سب کچھ کہہ دیا۔ اسے دل کا غبار تو نکالنا ہی تھا۔

یو مین تمہاری شادی ہو چکی ہے پامیلا حیرت سے چلائی تو نرمل نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مگر وہ ایڈیٹ تمہیں لفٹ نہیں کراتا۔" ڈیبرا معنی خیز لہجے میں بولی تو نرمل نے اسے ناراضگی سے دیکھا۔

"وہ بہت نائس اور اسٹرونگ ہے اس طرح کی بات مت کرو۔"

"اوکے...... او کے نہیں کرتے۔" ڈیبرا مصالحانہ انداز میں بولی تو تب کہیں جا کر اس کا دل صاف ہوا۔

☆☆☆

شہباز اور وہ دونوں حالیہ کیس پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ شہباز اس کا ماتحت اور بہت ذہین شخص تھا اسفند اس پر بے پناہ اعتماد کرتا تھا۔

"سر شارلین اور ماریانا پاکستان میں موجود ہیں۔ ان کی کیس فائل سے جو معلومات سامنے آئی ہیں ان کی موجودگی میں یہ سب خالی از علت نہیں ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں تم سے متفق ہوں فی الحال دیکھتے جاؤ۔" اسفند مسکراتے ہوئے اس فون کال کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☆☆☆

وہ ڈیبرا اور پامیلا کو اسفند کی تصویر دکھانے کے لیے بطور خاص لائی تھی جو اس نے اسفند کے فیملی البم سے نکالی تھی۔ دونوں نے اسفند کی بے پناہ تعریف کی۔ نرمل کو اپنی قسمت پر ناز سا ہوا ڈیبرا نے اسے چبھتا ہوا سوال کیا۔

"تمہارا تعلق ایک اعلیٰ ذات کے ہندوستانی خاندان سے ہے پھر اسفند کے ساتھ جو مسلمان ہے تم نے زندگی بھر کا ناتا کیسے جوڑ لیا؟ میں تمہارے کلچر اور رسوم کے بارے میں سب جانتی ہوں۔ تم لوگ اپنے سے نچلی ذات کے کسی بندے کو اپنے برابر نہیں بٹھاتے ہو۔ تمہاری پوجا پاٹ کے لیے مندر الگ ہیں نچلی ذات کا کوئی فرد تم سے شادی نہیں کر سکتا پھر اسفند جسے تم اپنا دھرم بھرشٹ کہتی ہو اسے اپنے برابر کیسے بٹھا جان لیا ہے تم نے؟ اپنی دھارمک کتابوں گیتا وغیرہ کا تم نے مطالعہ نہیں کیا؟" ڈیبرا کی معلومات سچ مچ قابل قدر تھیں۔ وہ تو دنگ رہ گئی اسی قسم کے ملتے جلتے خیالات کا اظہار گرو دھاری لال بھی وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے۔

نرمل خاموشی سے ٹکر ٹکر اسے دیکھتی رہ گئی۔

اگلے روز ڈیبرا اور پامیلا نے اسے اپنے بوائے فرینڈ سے ملوایا۔ ڈیبرا اور پامیلا کے بوائے فرینڈ انہی کی طرح مختلف دلچسپیاں رکھتے تھے اتو اور اشیش متمول خاندان کے فرد تھے ان سے مل کر نرمل کو یوں لگا کہ جیسے سچ مچ مدت بعد کسی اپنے سے مل رہی ہو ساری پرانی یادیں تازہ ہو رہی تھیں۔

☆☆☆

خورشید جہاں بیگم کے قریبی عزیزوں میں شادی تھی کارڈ دینے خود راضیہ بیگم آئی تھیں اور انہیں ایک کو بطور خاص آنے کی تاکید کی تھی نرمل نے تو معذرت کر لی تھی خود کو مرکز نگاہ بنے دیکھ کر اسے وحشت ہوتی تھی۔ خورشید بیگم نے بلا کر اسے سمجھایا تھا۔

"بیٹی انھوں نے اتنے پیار سے کہا ہے دعوت دی ہے انکار کرو گی تو دل ٹوٹ جائے گا مجھ سے کہا ہے کہ میری بیٹی ضرور آئے گی تم میرے لیے اقرا اور صبا کی طرح ہو چند دنوں میں ہی

اپنی اپنی لگنے لگی ہو یہاں کسی طرح کی کوئی بھی پریشانی یا تکلیف ہو تو مجھ سے کہہ سکتی ہو کیونکہ عظمت تمہیں بہت چاہتا ہے۔ آخر کو اس کے بھائی کی نشانی ہو اسی حوالے سے ہمیں بھی عزیز ہو" وہ دھیرے دھیرے نرم پھوار برساتے لہجے میں بول رہی تھیں۔

نرل کو بہت اچھا لگا۔ وہ دلچسپی سے ان کے نورانی سرخ و سفید چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"جس دن ان سب کو شادی پر جانا تھا اسی دن پامیلا نے نرل کو اپنی برتھ ڈے میں بلایا تھا نرل کوئی بہانہ نہیں کر سکتی تھی وہ پامیلا کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتی تھی سو گھر میں کہہ دیا کہ اس کا کلاس لینا ضروری ہے رابعہ بیگم نے اسی وقت اسفند کو فون کر دیا کہ جب نرل کلاس لے کر گھر آئے تو تم اس کے ساتھ سیدھے میرج ہال چلے آنا۔"

وہ ماں کے آگے ناں نہیں کہہ سکتا تھا اس لیے ان کی مرضی کا جواب دیا جاتے جاتے رابعہ نے پھر نرل کو یہ دہانی کرائی کہ واپسی پر تیار ہو کر اسفند کے ساتھ آ جانا وہ خوشی سے سرشار ہو گئی۔

سالگرہ سے واپس آئی تو اسفند کی گاڑی پورچ میں کھڑی تھی اسی وقت وہ اندر سے نکلا۔

"آپ جلدی سے تیار ہو جائیں دو بار ولید کا فون آ چکا ہے کہ کب آئیں گے۔" وہ مصروف سے انداز میں گیلے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا تولیہ ہنوز گلے میں ٹکا ہوا تھا۔

وہ پوری توجہ سے تیار ہوئی اسفند اس کے انتظار میں گاڑی کے پاس کھڑا تھا اسے آتا دیکھ کر بغیر کچھ کہے میرون اکارڈ کا پچھلا دروازہ کھول دیا وہ یکسر نظر انداز کرتی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

چند منٹ بعد وہ ایک پرسکون سی شاہراہ پر تھے۔ اسفند خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا وہ اس کی خاموشی سے جھنجلا گئی۔ اور ہاتھ بڑھا کر کیسٹ پلیئر آن کر دیا وہ باہر دیکھنے لگی ولید ان دونوں کو ساتھ آتا دیکھ کر قدرے حیران ہوا۔

رابعہ بیگم نے اسے ملنے جلنے والوں سے متعارف کرایا نرل کو ان کا یہ جملہ بہت اچھا لگا جس میں وہ اسے میری بیٹی کہہ رہی تھیں۔

وہ بڑی دلچسپی سے ساری تقریب کی کارروائی دیکھ رہی تھی اسفند کو تین چار شوخ سی لڑکیوں کے گھیرے میں دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا اقرا اس کا ہاتھ پکڑ کر خود ہی ان کی طرف بڑھ گئی تو اس نے دلی طمانیت محسوس کی چاروں ہی نرل کو بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھیں۔

"واؤ آپ کا فگر تو بالکل ماڈلز جیسا ہے۔" ان میں سے فریح نے بے دھڑک اس کی تعریف کی تو اس کی آنکھوں میں وہی مخصوص مغرورانہ چمک پیدا ہوئی جو کبھی اس کی شخصیت کا حصہ ہوا کرتی تھی۔

سب جانے کہاں غائب ہو گئے تھے۔

وہ روہانسی سی ہونے لگی تھی جب اچانک ولید پر نظر پڑی وہ اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

"سب جا چکے ہیں امی بھی یہ سوچ کر ابھی ریان کے ساتھ گئی ہیں کہ آپ بھائی کے ساتھ ہوں گی۔ بہرحال بھائی پارکنگ میں ہیں آپ کو میں چھوڑ آتا ہوں۔" وہ تیز تیز بول اور چل رہا تھا ناچار نرل کو بھی اس کے پیچھے بھاگنا پڑا۔

اسفند واقعی پارکنگ میں منتظر انداز میں کھڑا تھا۔

"یہ لیں بھائی آپ کی امانت حاضر ہے۔" ولید مزے سے کہہ کر ہجوم میں غائب ہو گیا بنے تو کہہ تو دیا تھا اب جان کی خیر منا رہا تھا۔

ادھر اسفند اس کی شوخ جسارت پر حیران تھا جبکہ وہ مسرور سی اگلا دروازہ کھول کر اسفند کے برابر بیٹھ گئی اسفند کے لبوں میں سگریٹ دبی ہوئی تھی پہلی بار نرل نے اسے اسموکنگ کرتے دیکھا تھا وہ کچھ تازہ دم سا نظر آ رہا تھا۔

وہ بیٹھی تو اس نے سگریٹ پھینک کر بھرپور نگاہ اس پر ڈالی۔ مہندی رنگ کا کامدار قمیص اور ہم رنگ چوڑی دار پاجامے میں ملبوس دوپٹہ سلیقے سے کندھوں پر سیٹ کیے۔ دراز بالوں کو کھلا چھوڑے ہلکے ہلکے میک اپ میں بچ بچ وہ اپنی طرف توجہ دینے پر مجبور کر رہی تھی اس کے بھرے بھرے گداز لبوں کا خم بڑا قیامت خیز اور بھرپور تھا۔

اسفند نے نظریں موڑ لیں اور دھیمے سروں میں بجتے عدنان سمیع خان کی آواز کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پاس تیری جب بجے سرگم چھڑے میرے ماہیا چوڑی تیری چھیڑے مجھے میں لٹ گیا میں ماہیا ماہیا ماہیا یہ چوڑیاں تیری ماہیا!!

نرل نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔ نچلا ہونٹ بھینچے اس نے گاڑی کی رفتار فوراً ہی تیز کر دی تھی۔

یہ شربتی آنکھیں تیری پاگل کریں مجھے ماہیا یہ صندلی خوشبو تیری جینے نہ دے مجھے ماہیا

ماہیا ماہیا یہ خوشبو تیری ماہیا......۔

نا جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔ اتنی ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا نزل نے مارے خوف کے آنکھیں بند کر لیں اگلے سگنل پر اچانک بریک لگی تو بے اختیاری اس سے اسفند کا بازو پکڑنے کی حرکت سرزد ہوئی۔

سگنل گرین ہو چکا تھا نزل کی بے اختیاری دم توڑ گئی۔ اسفند نے اس کا بازو جھٹکنے کی کوشش نہیں کی جو اس کے لیے حیرانی سے زیادہ پریشانی کا باعث تھا۔ صرف ایک لمحے کا فسوں تھا وہ اب خود کو سنبھال چکا تھا۔

عظمت انکل نے اس کی روانگی کے وقت کہا تھا کہ تم نے نزل سے رشتہ باندھ کر اچھا کیا ہے خواہ دکھاوے کا ہی سہی یہ رشتہ یقیناً ہم پر احسان کیا ہے۔ میں اس سے زیادہ پر تمھیں مجبور نہیں کروں گا اماں جان اور سب گھر والوں کی رہنمائی نزل کی ذہنی کایا پلٹ سکتی ہے اگر ایسا ہو گیا تو مجھے اپنی زندگی کی بڑی خوشی ملے گی مجھے یقین ہے وہ وقت دور نہیں ہے جب نزل اپنا اصل پہچان لے گی۔ میں اسے انگلینڈ بلوالوں گا۔ مجھے یقین ہے وہ ہمارے عقائد کے مطابق ہی بقیہ زندگی گزارے گی۔

''اور یہ آج اسے کیا ہو گیا تھا کیوں قابو سے باہر ہونے لگا تھا۔ عظمت انکل کے لفظ اسے بھولے تو نہیں تھے۔ یہ جیتی جاگتی قیامت جو اس کے پہلو میں تھی اپنی حشر سامانی سے بے خبر نہیں تھی ابھی ولید اسے میری امانت کہہ گیا ہے مگر پھپھو سے اس بارے میں کچھ طے نہیں ہوا ہے پھر میرا آئیڈیل کچھ اور طرح کا ہے پھر میرا دل کیوں اتنا بے بس ہو رہا ہے؟''

اس نے اسٹیئرنگ پر مکہ مارا تو نزل اب کہ واقعی اسے پریشانی سے دیکھنے لگی۔

☆☆☆

ڈیرا نے وہ تصویریں اس کے سامنے رکھ دی تھیں۔

''یہ سب جھوٹ ہے۔ اس کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی جیسے اسے خود بھی اپنے الفاظ پر یقین نہ ہو۔''

''یہ جھوٹ نہیں میں تمھیں فری کے گھر لے چلوں گی اس کی غمزدہ ماں سے ملواؤں گی۔''

تمھیں تمھارے رائٹ مین کی زندگی کے بارے میں بتائے گی کیا یہ تصویریں خود اپنی زبانی سارا حال نہیں کہہ رہی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مسٹر اسفند رحمان جو انٹیلی جنس میں حساس پوسٹ پر ہے [illegible] بدقماش اور بدکردار شخص ہے۔ اس نے نئی آبادی میں جا کر محض شک کی بنیاد پر معصوم فری کو اٹھوایا۔ اور پھر پوچھ گچھ کے نام پر اس کا وہ حال کیا کہ اس بے چاری نے خودکشی کر لی۔ مجھے تو کل ہی سے اس بارے میں پتہ چلا اگر تم اسفند رحمان کی تصویریں نہ دکھاتی تو مجھے کبھی نہ پتہ چلتا۔''

ڈیرا کا ایک ایک لفظ یقین میں لپٹا ہوا تھا۔ پھر وہ اسے فری کے گھر لے گئی۔ جہاں [illegible] بوڑھی عورت بین کر کر کے رو رہی تھی۔ وہ اندر سے اخبار لے آئی اور وہاں موجود تمام عورتوں [illegible] نے بھی اسفند کی تصویر دکھائی۔

وہ ششدر حال سی ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔ یا ماہیا مسلسل اس کے کان میں کچھ کہہ رہی [illegible]

''اس وقت خود پر قابو رکھو یہ وقت جوش کا نہیں ہے۔ تم ہوش سے کام لے کر اس سے معصوم فری کا انتقام بھی لے سکتی ہو۔ اسفند کے بیڈ روم میں وہ ریڈ لگی فائلز ہیں اور کہاں ہیں [illegible] کا پتہ چلانا ہے۔ جب مل جائیں تو تم ہم تک پہنچا دو پھر دیکھنا مسٹر اسفند فری کے قتل [illegible] پہنچے گا۔ وہ معصوم فری کا قاتل ہے اس کی عزت کا [illegible] ہے۔''

اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس کے دل و دماغ میں آندھی سی چل رہی تھی وہ [illegible] اسفند سے اس بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔

وہ گھر پہنچی تو کہیں بھی اسفند کی موجودگی کے آثار نہیں تھے۔ وہ لان میں ٹہل ٹہل کر سب [illegible] ذہن کو کئی بار ادھر ادھر کرنے کی کوشش کی مگر وہ پھر فری اور اسفند پر جا اٹکا۔ اسفند کتنا [illegible] گھناؤنا نظر آ رہا تھا اور [illegible] وہ اپنے ذہن سے ان خیالات [illegible]

رات کا ایک بجا پھر ڈیڑھ اور پھر آخر پورے دو بجے۔ اسفند کی مخصوص گاڑی کا ہارن [illegible] بری طرح چونکا ہو گئی۔ چوکیدار گیٹ کھول رہا تھا۔ اسفند کے بیٹ کے قدموں کی آواز اندر کی طرف آتی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر دروازے کا لاک کھلا اور وہ اپنے کمرے میں داخل [illegible] کے ساتھ کھڑی تھی [illegible] جان لیوا انتظار کے بعد وہ سیدھی اس

کے بیڈ روم میں جا پہنچی۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ سجے سجے چہرے کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔ تصویر اس کے ہاتھ میں چڑمڑ گئی تھی جس میں جواں سال فری زندگی سے محروم چہرے کے ساتھ دکھائی دے رہی تھی۔

باتھ روم سے باہر آتے ہی اسفند کی نظر نرل پر پڑی تو حق دق رہ گیا۔ کم از کم وہ اس کی موجودگی کی توقع نہیں کر رہا تھا اور وہ جس طرح جارحانہ تیور کے ساتھ اسے گھور رہی تھی بالکل نئی بات تھی۔ بلیک ٹراؤزر کے ساتھ اس کے اوپری بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا اس کا ارادہ فوراً سونے کا تھا سر کے بالوں کو وہ تولیے سے رگڑ رہا تھا۔

وہ یک ٹک تنفر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کیا واقعی یہ نرل اور مضبوط سا نوجوان اتنا گھٹیا ہو سکتا ہے کیا یہ وہی ہے جس کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں روشنی اور رنگ اتر آتے ہیں جسے چھونے اور محسوس کرنے کی خواہش ہمیشہ اس کے دل میں مچلتی رہتی ہے۔

"اس وقت...... خیریت؟" وہ قدرے چونک کر متوازن قدموں سے چلتا اس کے سامنے آ گیا جواباً وہ بھی اس کے مدمقابل آ گئی اور فری کی تصویر عین اس کے چہرے کے سامنے کر دی۔

بے اختیار ایک آسودہ سانس اس کے سینے سے برآمد ہوئی۔ اس نے تصویر نرل کے ہاتھ سے لے لی۔

"یہ کہاں سے ملی آپ کو؟"

"جہاں سے بھی ملی ہے اس سے آپ کو غرض نہیں ہونا چاہیے کیا یہ سچ ہے؟"

"آپ یہ سوال پوچھنے والی کون ہوتی ہیں؟"

"میں بیوی ہوں آپ کی نکاح کیا ہے آپ نے میرے ساتھ۔" یکدم وہ بپھر گئی۔

"بیوی، نکاح...... کیسا نکاح؟ کیا وہ نکاح تھا؟ ڈرامہ تھا سب عظمت انکل اور پھپھو کی درخواست کے سامنے میں مجبور ہو گیا تھا۔ مسلمان گھرانے کا فرد ہوں سر تا پا ہندوانہ رنگ میں رنگی لڑکی سے کیسے میرا نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ سب ڈرامہ تھا آپ کو پاکستان لانے کا اب بھی وقت ہے خود کو درست کر لیں آخر کو مسلمان باپ کی اولاد ہیں سچے دل سے کلمہ پڑھیں تاکہ انکل کسی اچھے گھرانے میں آپ کی شادی کر سکیں۔" وہ چبا چبا کر بول رہا تھا نرل کی کھوپڑی میں جیسے خون کی جلتا سا بھر گئی۔

اس نے مخروطی ہاتھوں پہ سجے نوکیلے ناخنوں سے اسفند کے سینے پر خراش ڈالنے کی ناکام کوشش کی البتہ پہلی کوشش میں وہ نشانہ بن ہی گیا وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی۔

"پاپا جی ٹھیک کہتے ہیں تم مسلمان اس قابل ہوتے ہی نہیں ہو کہ تمہیں منہ لگایا جائے۔"

نسوانی انا پر بڑی کاری ضرب پڑی تھی جواباً وہ بھی کہاں حساب رکھنے والا تھا گھما کے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے دے مارا۔

"اپنے زرین خیالات اپنے پاس رکھو۔" وہ لڑکھڑاتی ہوئی صوفے سے پیچھے جا پڑی۔

دکھ اور توہین کا شدید احساس تھا جس نے نرل کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اپنے بیڈ تک آتے آتے وہ ابھی تک بے یقینی کے عالم میں تھی سچ مچ اسفند نے اسے تھپڑ مارا تھا وہ تو کیسے خود سے نرل کو جو سبکی دلائی تھی۔

ادھر اسفند کو افسوس ہو رہا تھا۔ اسے اتنے سخت ردعمل کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا پر اب کیا ہو سکتا تھا تیر تو کمان سے نکل چکا تھا۔

☆☆☆

"رومانی کا ڈسر سینڈ یہ سب تو بہت برا ہوا۔" ذیرا نے بڑی ہمدردی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس کے آنسو ایک بار پھر نکل آئے۔

ذیرا اسے اپنے ساتھ کلب لے آئی آج اس نے کلاس نہیں لی تھی واپسی میں وہ پہلی بار اس کے فلیٹ پر گئی تو اس نے ٹھیک ٹھاک خاطر مدارات کر دی۔ اس نے نرل کے آگے خوش ذائقہ مشروب رکھا۔ جس کو پینے کے بعد اسے اپنا ذہن ہلکا پھلکا ہوتا محسوس ہوا۔

منظر اسی کلب کا تھا اسفند سے ہونے والی جھڑپ کے بعد وہ کئی بار اس کلب میں آ چکی تھی۔ سامنے اسٹیج پر گلوکار ہیجان خیز میوزک کی دھن پہ گلا پھاڑ کر گا رہا تھا۔

بھولیا پیار کر کے
درد بے شمار کر کے
سونی سونی راتیں میری تیرا انتظار کر کے
جاگ گئیں یادیں تیری دل بے قرار کر کے

زعفرانی رنگ کا مشروب جو بلوریں گلاس میں پڑا تھا نرل گھونٹ گھونٹ کر کے پی رہی

تھی اس مشروب کا ہر گھونٹ اسے سرور کی نئی دنیا میں لیے جا رہا تھا۔

اس دن میرا یہ دل ٹوٹا
آیا سامنے ساون روٹھ
رویا بہت وہ لگ کے گلے سے
پوچھا میں نے جب پگلے سے
پیارے یہ دل کیوں پاگل ہے
بتا ہی کیا ہے کسی پہ مر کے

نرمل کی آنکھیں مدہوشی سے بوجھل ہو رہی تھیں۔ اسے اب اپنی حرکات پر کنٹرول نہیں رہا تھا ڈیرا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"اندر ایک کمرے میں اسفند تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

بتا ہی کیا ہے کسی پہ مر کے
بتا ہی کیا ہے کسی کے ہو کر

اس کی بوجھل آنکھیں یکبارگی کھلیں اور پھر بند ہو گئیں۔

"مجھے اس کے پاس لے چلو۔" وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔ الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔

"ہاں۔۔۔۔ ہاں آؤ۔" انو اور ڈیرا نے اسے سہارا دیا۔ یہ ایک پرتعیش سویٹ تھا [illegible] نے جہازی سائز بیڈ پر اسے لٹا دیا۔

"اسفند آ رہا ہے۔" اس نے چہکتے ہوئے ایک بار پھر اطلاع دی۔ پھر انو اور ڈیرا کے قدموں کی آہٹیں دور ہوتی گئیں۔

نرمل کا ذہن مکمل طور پر غافل ہو چکا تھا۔ تب دھڑ سے دروازہ کھلا اور اسفند خشونت بھرے چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ نرمل کو یوں ریشمی تھان کی طرح بستر پر بکھرے دیکھ کر بھی اس کی نگاہوں میں لہراتی سد شکر کہ وہ محفوظ تھی۔

اسفند نے اس کے رخسار تھپتھپائے۔

"نرمل اٹھو فوراً ابھی اپ یہ تم نے کیا کر دیا ہے؟" وہ حرکت کرنے سے قاصر تھی جب

اسفند نے اسے اٹھایا اور عقبی راستہ استعمال کرتے ہوئے گاڑی تک لایا۔

اسے پتہ تھا دو گھنٹے سے پہلے وہ مکمل ہوش میں نہیں آئے گی کیونکہ جو دوا اسے مشروب میں ملا دی گئی تھی وہ ذہنی اعصاب کو ماؤف کر دیتی تھی۔

شہباز کا فون آیا تو وہ ہمہ تن جان سے اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"سر ماریانا اور چارلی دونوں اس وقت حراست میں ہیں اور انھوں نے اقرار کیا ہے کہ نرمل بھی ان کی ساتھی ہیں۔"

وہ بڑے حوصلے سے اس وار کو سہہ گیا پندرہ منٹ سے بھی کم وقت میں وہ ہیڈ کوارٹر تھا دوا کا اثر آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا نرمل ہوش میں آ رہی تھی خود کو یکسر اجنبی جگہ دیکھ کر اس کی بے ہوشی رفو چکر ہو گئی۔

"میں۔۔۔۔ کہاں ہوں؟"

"تم اس وقت ہمارے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔"

"کک۔۔۔۔ کیوں؟"

"وہ تو تم خود ہمیں بتاؤ گی کیونکہ ماریانہ نے واضح طور پر تمہارا نام لیا ہے یہ تو مجھے پتہ تھا کہ وہ میرے آگے چارہ پھینکے گی مگر یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ چارہ تم ہو گی اب تم سب کچھ بتا دو کہ ماریانہ نیٹ ورک کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے اور تم نے کب ان کے ساتھ تعلق جوڑا؟" اسفند کا لفظ لفظ زہر میں ڈوبا ہوا تھا۔

ادھر نرمل حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی ایک لفظ بھی اس کے پلے نہیں پڑا تھا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"تم اس طرح یقیناً نہیں مانو گی چلو میرے ساتھ" اسفند اسے دھکیلتا ایک ہال نما کمرے میں لے آیا جہاں بے ہتھیار اور آلات اذیت رسانی بتا رہے تھے کہ یہ عقوبت خانہ ہے۔

"بڑے بڑے کرمنلز یہاں آ کر پناہ مانگتے ہیں اور تم تو ایک نازک سی لڑکی ہو" اسفند نے [illegible] پر سے جیکٹ اتار دی اس وقت اس کا چہرہ اندرونی خلفشار سے سرخ ہو رہا تھا۔

"میں جو پوچھوں اس کا جواب دیتی جاؤ۔ سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ ماریانہ سے تم کب ملی اور یہ سب ہوا کیسے؟"

''مجھے نہیں پتہ۔''

''واقعی تمھیں نہیں پتہ؟'' اسفند ٹیبل پر دونوں ہاتھ ٹکاتا اس کی طرف جھکا۔ اس وقت اس کی آنکھیں لہو رنگ سمندر بن گئی تھیں گویا۔

اس نے دیوار پر لگا لمبا سا چمڑے کا بیلٹ نما چابک اتارا جس میں سلور کیلیں جگمگ کر رہی تھیں۔ عین اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ آنے والا شہباز تھا اس نے اسفند کے کان میں کچھ کہا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

''آؤ میرے ساتھ۔'' وہ نزل سے مخاطب ہوا پھر اسے گھر لے آیا اور اسے کمرے میں جانے کو کہا۔

مگر یہ سب اتنا آسان نہ تھا نزل نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔ اسفند اسے ڈیر اور پامیلا کی ساتھی سمجھ رہا تھا۔ تبھی اس کے ساتھ یہ اہانت آمیز سلوک ہوا تھا وہ اسے عقوبت خانے تک لے گیا تھا جیسے وہ کوئی پیشہ ور مجرم ہو اس سے ایک غلطی ہی تو ہوئی تھی اس دشمن جان کو چاہنے کی غلطی اس کی چاہت میں تن من ہار بیٹھی یہاں تک آ گئی تھی اور وہی اسے مجرم تصور کر رہا تھا۔ اس کی بے نیازی سخت رویہ اور اجنبیت مجرا بنا تو سب کچھ ہی تو یاد آ رہا تھا۔ کچھ بھی تو نہیں بھولی تھی وہ۔

''عظمت انکل نے مجھے بس اتنا کہا تھا کہ آپ کو کسی طرح یہاں سے لے جاؤں آپ وہ نہیں ہیں جو ان کا داماد ہے میرا آئیڈیل تو ایک مذہبی لڑکی ہے۔'' اس کی زہر بھری آواز سرگوشی بن کر نزل کے کانوں سے ٹکرائی۔

''وہ نکاح نہیں ڈھکوسلا تھا؟''

''تمھارا ماریانا کے ساتھ کیا تعلق ہے؟'' سوال ہی سوال تھے شیشے کا ٹکڑا اڑتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے سے ٹکرایا۔ وہ تو ہزار ٹکڑوں میں بٹ گئی تھی کلب کے دھندلے مناظر ذہن کے کینوس پر ہلکورے لے رہے تھے۔

دیکھ لیا پیار کر کے
درد بے شمار کر کے

سگرات کے کان میں چبھنا۔ اس نے جھپٹ کر آئینے کا نوکیلا ٹکڑا اٹھایا۔

دیکھ لیا پیار کر کے

درد بے شمار کر کے

نوکیلا کنارا نرم گوشت میں اترتا چلا گیا۔ اس نے جنون کے عالم میں پے در پے دونوں کلائیوں پر بے دردی سے ٹوٹے شیشے کو آزمایا۔'' ہر بار ایک نئی اذیت ہی ملی۔ لیکن شاید اب یہ آخری تھی۔''

☆☆☆

خورشید بیگم سمیت ان سب کے ہاتھ اس کی زندگی کے لیے دعا گو تھے۔ دروازہ توڑ کر اسے باہر نکالا گیا۔ کمرے میں خون ہی خون تھا فوری طور پر اسے ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کیا گیا اسفند واحساس جرم کچوکے لگا رہا تھا کیونکہ ماریانہ اور انو سب کچھ بتا چکے تھے۔

کچھ عرصہ قبل ماریانا کے ایک ساتھی کو دہشت گردی کے الزام میں زیر حراست لیا گیا تھا وہ کیس اسفند کے سپرد تھا ملک دشمن عناصر کی کوشش تھی کہ کیس کو کمزور کیا جائے۔

اتفاق سے نزل ان لوگوں سے جا ٹکرائی۔ اور پامیلا کے ساتھ ڈیر اعراف ماریانا کو دوست سمجھتے ہوئے سب کچھ بتا دیا۔ ان کے ہاتھ گویا خزانے کی چابی آ گئی پہلے فری کا نام لے کر نزل کو مجبور کرنے کی کوشش کی گئی نزل نے جوش رقابت میں اسی روز اسفند کو سب بتا دیا تو وہ چوکنا ہو گیا اور یوں فائلز محفوظ ہو گئیں۔

پھر نزل کو نشیلی دوا کے زیر اثر بے آبروئی کے ذریعے بلیک میل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا اسفند نظر رکھے ہوئے نہ ہوتا تو نزل یقیناً اپنی عزت سے محروم ہو چکی ہوتی۔ وہیں سے اس کے دل میں شک نے زور پکڑا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا مگر شہباز کی بروقت تفتیش کی وجہ سے اس سے غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

لیکن نزل سب کیسے بھول سکتی تھی۔ اسفند نے دبے دبے لفظوں میں راحت بیگم اور خورشید بیگم کو بتا دیا تھا۔

اب پورا گھر ایک نئی پریشانی میں تھا۔ عظمت تین دن کے بعد پاکستان آ رہا تھا۔ وہ ان کو سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ ساتھ خورشید بیگم کو نزل اور اسفند کے رشتے کی حقیقت بھی بتانا چاہتے تھے کہ کیسے ایک سال قبل انھوں نے بقایا بزنس بھی انگلینڈ میں سیٹ کیا تھا۔

نزل کی پر اسرار گمشدگی کے بعد گردھاری لال نے ان کا جینا عذاب کر دیا تھا اس سے

سے انھیں ہنگامی طور پر یہ انگلینڈ والی بزنس برانچ کا چارج سنبھالنا پڑ گیا تھا۔ سب کچھ چھوڑ تے ہوئے افسردہ تو تھے مگر نرمل کے مستقبل کا احساس مسرور کن تھا کیونکہ رابعہ بیگم یا ساس سے جب بھی بات ہوتی۔ وہ نرمل کے بارے میں حوصلہ افزا باتیں کرتیں ابھی دو ہفتے پہلے ہی تو ان پر بڑا انکشاف ہوا تھا کہ نرمل قرآن کا انگریزی ترجمہ پڑھ رہی ہے تیسری خوشخبری یہ تھی کہ عظمت برسوں بعد پہلی بار باپ بننے کی خوشی سے ہمکنار ہونے والے تھے۔

وہ پاکستان عظمت کے ساتھ مل کر یہ خوشیاں شیئر کرنا چاہتے تھے پھر نرمل کے مستقبل کا فیصلہ بھی تو ازحد ضروری تھا کیونکہ اسفند نے ابھی تک انڈیا میں ہونے والے ہر واقعے سے گھر والوں کو بے خبر رکھا تھا۔

وہ پاکستان آئے تو نرمل کی دگرگوں حالت انھیں خون کے آنسو رلا گئی۔ یہ بات چھپی ہوئی تو نہیں تھی پہلی بار دل میں انھوں نے اسفند کے لیے کمی محسوس کی۔ صد شکر کہ وہ دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئی تھی۔

جو بات پردے میں تھی عظمت نے اسے افشا کرنا بہتر نہیں سمجھا۔ یقیناً اسفند کے دل میں نرمل کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ سسرال والوں کو وہ کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ عارفہ ماں بننے کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ اس موقعے پر کوئی تلخی سنگین صورت حال پیدا کر سکتی تھی۔

نرمل کا پاسپورٹ اور ویزا ملا تو انھوں نے ایک منٹ کی بھی دیر نہیں لگائی۔ اور اسے اپنے ساتھ انگلینڈ لے گئے عارفہ ان سے شرمندہ شرمندہ سی تھی خورشید بیگم اور دیگر گھر والوں کا بھی یہی حال تھا۔

اسفند کو ساری زندگی سرزنش کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ مگر نرمل کی خاموشی اور گہری چپ اسے مارتی تھی خورشید بیگم کی ملامتی نگاہیں اسے زمین میں گڑ جانے پر مجبور کر دیا کرتیں۔

''مسلمان اپنے قول و فعل سے پہچانا جاتا ہے ہمارے گھر میں کس نے بہترین مسلمان ہونے کا ثبوت دیا سب نے اسے کمتری سمجھا۔ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تو بچی کا دل کتنا خوش ہوتا۔ وہ اچھی یادیں لے کر جاتی عظمت نے وہاں سے تنگ آ کر اسے یہاں بھجوایا تھا کہ میرے بھائی کا خون ہے یہاں رہے گی دیکھے سنے گی تو باپ کا عقیدہ اس کے دل میں راسخ ہو جائے گا پر ہوا کیا اس کے الٹ۔'' وہ یہ سب اسفند کو ہی سنایا کرتی تھیں۔

وہ اپنا احتساب کرتا تو شرمندہ ہو جاتا۔

☆☆☆

صدق دل سے اس نے اسلامک سینٹر کے قاری احسان اللہ کے سامنے کلمہ پڑھا تو عظمت اور عارفہ کی آنکھیں بھیگ گئیں جس مقصد کے لیے اس نے آنا تھا وہ پورا ہو گیا۔ قاری احسان اللہ نے اسے زینب کا نام دیا۔

اس سے اگلے روز عارفہ کے ہاں گل گوتھنے سے بیٹے نے آنکھ کھولی۔ عظمت تو سراسر زینب کے قدموں کی برکت قرار دے رہے تھے۔ ان کے لیے دنیا جنت بن گئی تھی زینب بھی اس کی آمد سے بہت خوش تھی۔

تین ماہ کا بالی سوہنا تازہ دلکش بچہ تھا۔ وہ اسے اٹھائے اٹھائے پھرتی پاکستان میں اقرا اور منزہ کی شادیاں طے پا گئی تھیں۔ خورشید نے بصد اصرار انھیں آنے کی تاکید کی تھی۔ عظمت کا دل تو جانا چاہتا تھا مگر عارفہ کی خوشی دیکھ کر روکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

زینب بھی نہیں جانا چاہ رہی تھی۔ کتنی مشکل سے تو اس دشمن جان کو بھلانے کی کوشش کا آغاز کیا تھا۔ عارفہ کا پروگرام پورے ایک ماہ کا تھا وہ بانی کے بغیر ایک ماہ تو کیا ایک دن بھی نہیں رہ سکتی تھی عارفہ نے اسے راضی کر لیا تھا۔

عظمت شادی سے تین روز پہلے آ رہے تھے۔ البتہ عارفہ اور زینب کو انھوں نے بھجوا دیا تھا۔ عارفہ اور وہ ائیرپورٹ سے باہر آئیں تو اسفند اور احمد حسن انھیں لینے کے لیے موجود تھے اسفند کو دیکھتے ہی تب دل یکایک خوشی سے بھر گیا۔ یہ تبدیلی نرمل کی روانگی کے بعد اس کے اندر آئی تھی یا پھر تو شاید بہت پہلے سے اس کے دل میں پوشیدہ تھی۔ نرمل کی دلکشی اور اداؤں نے کئی بار بہکایا پر بار خود کو سمجھا کر بچ گیا وہ دل و جان سے خود کو اس کی امانت سمجھتی تھی مگر وہ اپنے اور اس کے تعلق کے بارے میں مشکوک سا تھا۔

پھوپھو نے بڑی گرمجوشی سے سب کا حال احوال وہیں کھڑے کھڑے پوچھا جبکہ وہ پوری جان سے بانی میں مگن نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''کیسی ہو نرمل بیٹی؟'' احمد حسن نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو عارفہ نے انھیں ٹوک دیا۔

تیاری کرنے لگی۔